صدقۂ فطر

از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ایک درسِ مشکوٰۃ جو بیس برس پہلے شائع ہوا[1]

مرتبہ: حفیظ الرحمٰن احسن

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ ۝ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر مقرر کی تھی کھجوروں میں سے ایک صاع یا جَو میں سے ایک صاع غلام پر، آزاد پر، مرد پر، عورت پر، بچے پر، بڑے پر، جو بھی مسلمانوں میں سے ہو۔ اور آپؐ نے حکم دیا تھا کہ یہ صدقۂ فطر عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

اس حدیث میں صدقۂ فطر کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ صدقۂ فطر رمضان کے خاتمے پر عید الفطر کی

[1] مشکوٰۃ باب صدقۃ الفطر کا وہ درس جسے حفیظ الرحمٰن احسن صاحب نے ٹیپ ریکارڈ کیا، پھر اس سے اُتارا اور دسمبر ۱۹۶۷ء کے آئین میں شائع ہوا۔

نماز پڑھنے سے پہلے واجب ہوتا ہے۔ اس کی مقدار یہ مقرر کی گئی ہے کہ آدمی اگر کھجور کی شکل میں دے تو ایک صاع دے (ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے) اور اگر جَو کی شکل میں دے تو بھی ایک صاع یعنی چار سیر دے۔ آگے ایسی احادیث آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدمی گیہوں کی شکل میں دے تو اس کی مقدار دو سیر ہوگی یعنی صاع کا نصف۔

اس حدیث میں پہلی بات حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ صدقۂ فطر واجب ہے۔ یعنی جو شخص صاحبِ نصاب ہے، اس پر صرف زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہے بلکہ اس پر صدقۂ فطر بھی واجب ہے۔

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ صدقۂ فطر کی ایک مقرر مقدار واجب ہے۔ اس سے زائد کوئی دے تو اپنی خوشی سے دے سکتا ہے۔ لیکن کم سے کم اسے جو دینا ہوگا وہ کھجور اور جَو میں سے چار سیر ہے اور گیہوں کی شکل میں دو سیر۔

تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ یہ صدقۂ فطر ہر غلام، آزاد، بچے، بوڑھے، مرد، عورت سب کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔ یعنی گھر کا مالک یہ صدقہ اپنے گھر کے تمام افراد حتیٰ کہ غلام تک سے نکالے گا اگر گھر کا کوئی اور فرد بھی خود صاحبِ نصاب ہو تو صدقۂ فطر اس پر بھی واجب ہے۔ مثلاً بیوی اگر خود مال رکھتی ہو تو وہ یہ صدقہ خود ادا کرے گی۔ ہاں اگر شوہر ادا کر دے تو دوسری بات ہے، لیکن واجب خود اسی پر ہے۔ کیونکہ شریعت کی رُو سے عورت کے اوپر بھی صدقہ واجب ہے۔ اس طرح سے اگر آدمی کا کوئی بچہ جوان ہو گیا ہے اور خود کمانے والا ہے تو پھر یہ صدقہ اُس پر واجب ہے جو چھوٹے بچے خود کمانے والے نہیں ہیں ان کی طرف سے باپ ادا کرے گا۔ اس طرح لڑکیوں کی طرف سے بھی باپ دے گا۔ پھر اگر ایک آدمی کا غلام کوئی ایسی تنخواہ پا رہا ہے کہ جس سے وہ خود اتنا مال دار ہے کہ اس پر صدقہ واجب ہو گیا تو وہ خود ادا کرے گا ورنہ اس کا آقا ادا کرے گا۔ گویا تمام گھر والوں کی طرف سے صدقۂ فطر کا ذمہ دار تو صاحبِ خانہ ہی ہے البتہ افرادِ خانہ میں سے جو خود مال دار ہو وہ اپنی طرف سے یہ صدقہ ادا کرے گا۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ صدقۂ فطر عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے نکال دینا چاہئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ عید کی نماز کے لیے نکلنے کے وقت ہی نکالنا چاہیے بلکہ اس سے پہلے بھی

نکالا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ یہ صدقہ فجر کی اور عید کی نماز کے درمیان ہی نکالنا چاہیے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ یہ تو گویا ایک آخری حد مقرر کی گئی ہے کہ آدمی عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے اس کو ادا کر دے لیکن اگر ایسا ہو کہ کوئی آدمی رہ گیا ہو اور ادا نہ کر سکا ہو تو اسے اس روز مغرب سے پہلے پہلے ادا کر دینا چاہیے۔ اس سے زیادہ تاخیر جائز ہے یا نہیں اس میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِیْبٍ ۰ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم (عید کے روز) زکوٰۃ فطر نکالا کرتے تھے، ایک صاع غلّہ یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو، یا ایک صاع پنیر، یا ایک صاع کشمش۔ مراد یہ ہے کہ آدمی کے پاس گھر میں خوراک کا جو سامان ہے وہ اس میں سے کسی ایک چیز کے ذریعے صدقۂ فطر ادا کر سکتا ہے۔ اگر ایک آدمی صدقہ فطر روپے کی شکل میں دینا چاہے تو وہ اس طرح بھی ادا کر سکتا ہے لیکن جو شکل اس زمانے میں رائج تھی وہ یہی تھی کہ لوگ یہ صدقہ جنس کی شکل میں ادا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ اٰخِرِ رَمَضَانَ : اَخْرِجُوْا صَدَقَۃَ صَوْمِکُمْ، فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الصَّدَقَۃَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْکٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیْ)

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے رمضان کے آخر میں یہ کہا کہ تم اپنے روزوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہے۔ اگر کھجوریں یا جَو ہوں تو چار سیر ادا کرو۔ گیہوں ہوں تو دو سیر ادا کرو۔ ہر آزاد اور غلام، ہر عورت اور مرد، ہر بچے اور بڑے کے اوپر یہ زکوٰۃ واجب ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

زَكَاةُ الْفِطْرِ طُهْرَةُ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةٌ لِّلْمَسَاكِيْنِ ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صدقۂ فطر مقرر کیا ہے ۔ یہ روزوں کو پاک کرنے کے لیے ہے۔ بیہودہ باتوں سے اور فحش کلام سے جو روزوں کے دوران میں ہوا ہو اور مساکین کی خوراک کا سبب ہے ۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں جو خیرات اور دوسرے صدقات مقرر کیے گئے ہیں ان کی روح یہ نہیں ہے کہ آپ ان صدقات کی ادائیگی کر کے غریبوں پر کوئی احسان کرتے ہیں یا ان پر انھیں آپ کا احسان مند ہونا چاہیے اور ان کی گردنیں آپ کے سامنے جھک جانی چاہئیں ۔ اسلام میں صدقہ و خیرات کا یہ تصور ہرگز نہیں ہے ۔ چنانچہ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ صدقہ فطر جو تم پر واجب کیا گیا ہے یہ دراصل خود تمہیں پاک کرنے کے لیے ہے ۔ لفظ زکوٰۃ خود بتا رہا ہے کہ یہ زکوٰۃ فطر آپ کے نفس کو اور آپ کے مال کو پاک کرنے کے لیے عاید کی گئی ہے ۔ اگر یہ مال آپ نہیں نکالتے تو اس سے آپ کا نفس اور مال دونوں ناپاک ہوں گے ــــــ چنانچہ جب تم صدقہ فطر ادا کرتے ہو تو وہ بھوکوں پر کوئی احسان کرنے کے لیے نہیں کرتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ روزے کی حالت میں تم سے جو چھوٹے موٹے گناہ سرزد ہوئے جن سے تمہارا روزہ ناپاک ہو گیا تھا اور کسی بیہودہ کلام یا فحش بات یا کسی اور برائی یا لغزش کی وجہ سے تمہارے روزے ناقص رہ گئے تھے تو یہ صدقہ فطر تمہارے روزوں کی خامیوں کو رفع کرنے کا ایک سامان ہو گا ۔ یہ تمہارے عمل کو پاک کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور خود تمہاری اپنی بھلائی کا سبب ہے ۔

دوسری مصلحت اس کی یہ بھی ہے اور وہ خود بخود حاصل ہوتی ہے کہ عید کے روز کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے ۔ اس طرح صدقہ فطر مساکین کی خوراک کا بھی ایک سامان ہے اور ہر صاحبِ نصاب پر اس کا ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَوْ ثَعْلَبَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ صُعَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: صَاعٌ مِنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَیْنِ صَغِیْرٍ اَوْ كَبِیْرٍ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى، اَمَّا غَنِیُّكُمْ فَیُزَكِّیْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِیْرُكُمْ فَیَرُدُّ عَلَیْهِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (یہاں راوی کو یہ شک پیدا ہو گیا کہ یہ روایت ان دونوں صاحبوں میں سے کس کی ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گیہوں میں ایک صاع زکوٰۃ الفطر ہے ہر دو چھوٹے اور بڑے افراد کی طرف سے (یعنی دو سیر فی کس) خواہ وہ بچہ ہو خواہ بڑا، خواہ غلام ہو خواہ آزاد، خواہ مرد ہو خواہ عورت، تم میں سے جو غنی ہے اللہ تعالیٰ (اس صدقہ کی وجہ سے) اس کو پاکیزگی عطا کرے گا اور جو تم میں سے غریب ہے (اگر وہ اپنی غربت کے باوجود صدقہ فطر نکالتا ہے) تو جو کچھ اس نے دیا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو اس سے زیادہ دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک غریب آدمی بھی اپنے اندر کچھ مقدرت محسوس کرتا ہو تو وہ یہ صدقہ نکال سکتا ہے۔ وہ یہ صدقہ اپنے سے زیادہ غریب آدمی کو دے سکتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو جو کچھ اُس نے دیا ہے اس سے زیادہ عطا کرے گا۔

(تلاش و اقتباس از محمد یوسف صاحب لائبریرین)